Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 249-262
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

"انساب الاشراف للبلاذری" میں قبل از ولادتِ نبوی ﷺ مباحث سیرت: تجزیاتی مطالعہ

Sīrah Literature before the Birth of Holy Prophet (ﷺ) in "Ansāb al- Ashrāf": Analytical Study

1. Dr. Munir Ahmad Qazi maqazi79@gmail.com	*Assistant Professor,* *Government College of Education, Afzalpur, Mirpur.*
2. Dr. Muhammad Zia Ullah mziaullahsialvi786@gmail.com	*Vice Principal,* *Jamia Rahmania Rizvia, Sohawa, District Jehlum.*

How to Cite: Dr. Munir Ahmad Qazi and Dr. Muhammad Zia Ullah. 2024: "Sīrah Literature before the Birth of Holy Prophet (ﷺ) in "Ansāb al- Ashrāf": Analytical Study". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 249-262.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
16-08-2024	18-09-2024	30-09-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

"انساب الاشراف للبلاذری "میں قبل ازولادتِ نبوی ﷺ مباحث سیرت: تجزیاتی مطالعہ

Sīrah Literature before the Birth of Holy Prophet (ﷺ) in "Ansāb al- Ashrāf": Analytical Study

1. **Dr. Munir Ahmad Qazi**
Assistant Professor, Government College of Education, Afzalpur, Mirpur.
maqazi79@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Zia Ullah**
Vice Principal, Jamia Rahmania Rizvia, Sohawa, District Jehlum.
mziaullahsialvi786@gmail.com

Abstract

This study explores the *Sīrah* (biographical) literature in *Ansāb al-Ashrāf*, focusing on the events and genealogical narratives preceding the birth of the Prophet Muhammad (ﷺ). Authored by the 9th century historian *Aḥmad bin Yaḥyā al-Balādhurī, Ansāb al-Ashrāf* is among the earliest Islamic historical works to systematically address the lineage and notable incidents involving the ancestors of the Prophet ﷺ, specifically within the socio-political context of pre-Islamic Arabia. The research investigates how *al-Balādhurī* portrays the Prophet's noble lineage, tracing back through significant figures like *'Abd al-Muṭṭalib, Hāshim*, and *Qusayy*, to emphasize the unique status of the Prophet's family in *Quraysh* and broader Arab society. Through an analytical approach, the study examines specific narratives, such as the rediscovery of *Zamzam* by *'Abd al-Muṭṭalib* and the event of *Aṣḥāb al-Fīl* (the People of the Elephant), to understand how these stories serve to foreshadow the advent of prophethood. Additionally, this research assesses *al-Balādhurī's* methods and sources, comparing them with other early biographical works to highlight differences in genealogical presentation and historical perspective. By analyzing these pre-birth narratives, the study aims to contribute to the understanding of early Islamic historiography and its role in shaping perceptions of the Prophet Muhammad's ﷺ ancestry and the broader religious significance of his family lineage in Islamic history.

Keywords: *Sīrah, Islamic History, Pre-birth, Ansāb al-Ashrāf, Lineage.*

تعارف

امام احمد بن یحییٰ بلاذریؒ نے انساب الاشراف میں نبی کریم ﷺ کی ولادت سے قبل کے ان واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا براہ راست تعلق آپ ﷺ کے آباء و اجداد کے ساتھ ہے۔ انساب الاشراف اگرچہ خاص سیرت کی کتاب نہیں لیکن اس کے باوجود مصنف نے بعض واقعات سیرت کی طرف اجمالاً اور بعض واقعات کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ذیل میں انساب الاشراف میں قبل ازولادت نبوی ﷺ کے مباحث سیرت کا تجزیاتی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا مادری و پدری شجرہ نسب

انساب الاشراف چونکہ بنیادی طور پر انساب کی کتاب ہے لہٰذا امام بلاذریؒ نے اولاً رسول اکرم ﷺ کے نسب مبارک کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ امام بلاذریؒ نے آپ ﷺ کے مادری نسب میں آپ ﷺ کی اُمہات کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر فواطم

اور عوا تک کا ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پدری نسب نامہ کو امام بلاذریؒ نے قدرے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ پدری نسب نامہ کو امام بلاذریؒ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

- حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
- حضرت اسماعیل علیہ السلام تا ادو۔
- عدنان تا حضرت محمد ﷺ۔

نسب نامہ کے تیسرے حصہ میں خاص طور پر نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد کے ناموں اور القاب کے فرق کو بھی ذکر کیا ہے۔ اکثر مقامات پر دیگر نسابین کی آراء سے اتفاق کیا ہے، البتہ بعض مقامات پر اپنی اختلافی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔ اس حصہ میں امام بلاذریؒ نے قصی بن کلاب، ہاشم بن عبد مناف اور عبد المطلب کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

احلاف اور مطیبین کا تذکرہ

قصی بن عبد مناف کا ذکر کرتے ہوئے امام بلاذریؒ نے احلاف اور مطیبین کا ذکر کیا ہے۔ قصی بن کلاب کے چار بیٹے تھے: عبد الدار، عبد مناف، عبد شمس، عبد قصی اور ایک بیٹی تھی: ہند بنت قصی۔ قصی، عبد الدار سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ عبد الدار اپنے بھائیوں کے مقابلے میں قدرے کمزور تھے۔ چنانچہ قصی نے حجابہ، لواء، رفادہ اور سقایہ کے مناصب اور دارالندوہ عبد الدار کے سپرد کر دیے۔ دارالندوہ تو عبد الدار کی اولاد میں ہی رہا تا آنکہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے اسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ حجابہ کا منصب عبد الدار کی اولاد میں چلتے ہوئے طلحہ بن ابو طلحہ کے پاس آیا۔ جب رسول ﷺ نے مکہ فتح کیا تو کعبہ کی کلید اپنے چچا کو دینے کا ارادہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا۔[1]

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل افراد کو لوٹا دو۔

آپ ﷺ نے وہ چابی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کر دی۔ لواء کا منصب بھی بنی عبد الدار میں رہا یہاں تک کہ بدر کے روز مشرکین کا علم طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار کے پاس تھا اور مسلمانوں کا علم مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کے ہاتھ میں تھا۔ رفادہ اور سقایہ کے مناصب قصی کی زندگی میں عبد بن قصی کے پاس تھے پھر عبد الدار بن قصی کو منتقل ہو گئے۔ بعد ازاں جب بنی عبد مناف بن قصی طاقتور ہو گئے تو کہنے لگے کہ بنو عبد الدار کی نسبت ہم ان مناصب کے زیادہ حقدار ہیں۔ انہوں نے جن قبائل کو اپنے ساتھ ملایا وہ یہ تھے:

- بنو اسد بن عبد العزی بن قصی۔
- بنو زہرہ بن کلاب۔
- بنو تیم بن مرہ بن کعب۔
- بنی حارث بن فہر۔

یہ لوگ ایک برتن لے کر آئے جس میں عطریات تھیں۔ انہوں نے اس برتن میں ہاتھ ڈبوئے، کعبہ کے ساتھ مس کیے اور حلف اُٹھایا کہ وہ ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ ان لوگوں نے یہ حلف عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں اُٹھایا۔ ان قبائل کے افراد کو مطیبین کہا جاتا ہے۔ بنی عبد الدار کے حلیف کے طور پر جو قبائل جمع ہوئے وہ درج ذیل تھے:

- بنو مخزوم۔
- بنو جمح۔
- بنو سہم۔
- بنو عدی بن کعب۔

بنو عدی کہنے لگے: خوشبو اور عطر تو عروس (دلہن) کے لئے ہے۔ چنانچہ وہ ایک پیالہ لے کر آئے جس میں خون تھا۔ انہوں نے اس میں اپنے ہاتھ ڈبو کر حلف اُٹھایا۔ اس سے قبل اہل عرب جب حلف اُٹھاتے تو نمک اور راکھ میں ہاتھ ڈالتے تھے۔ بنو عدی کو خون چاٹنے والے کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ کسی فرد نے خون کو چاٹا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مطیبین اور احلاف کی باہم لڑائی ہوئی۔ آخر کار صلح اس بات پر ہوئی کہ رفادہ اور سقایہ بنی عبد مناف کو دے دیئے جائیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لڑائی نہیں ہوئی بلکہ بعض سر کردہ افراد نے سفارت کاری کے ذریعے صلح کرا دی۔ یوں بنی عبد الدار اور ان کے حلفاء کو احلاف کا نام دیا گیا۔ اُحد کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سامنا ابو جہم بن حذیفہ بن غانم سے ہوا تو ابو جہم نے کہا: "أنا والغُ الدمِ" کہ میں خون چاٹنے والا ہوں۔ اس پر زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قد أتاك والغ مثلك" کہ تیرے مقابلے میں تیری مثل ہی خون چاٹنے والا آیا ہے۔[2]

ہاشم بن عبد مناف کا تذکرہ

امام بلاذریؒ نے ہاشم بن عبد مناف کے حالات زندگی میں جن امور کا ذکر کیا ہے ان میں ہاشم نام کی وجہ تسمیہ، قریش کے لئے تجارتی اسفار کا اہتمام، زائرین کعبہ کی مہمان نوازی، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے مابین مسابقت اور منافرت کے واقعات شامل ہیں۔ ہاشم بن عبد مناف کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے امام بلاذریؒ نے درج ذیل اشعار نقل کئے ہیں:

عمرو العلى هشم الثريد لقومه ... ورجال مكة مسنتون عجاف
وهو الذي سن الرحيل لقومه ... رحل الشتاء ورحلة الأصياف [3]

عمرو العلیٰ وہ ہے جس نے اپنی قوم کے لئے ثرید بنائی جبکہ اہل مکہ قحط سال کا شکار تھے۔ جس نے اپنی قوم کے لئے موسم سرما اور موسم گرما کے دو سفروں کا اہتمام کیا۔

امام بلاذریؒ نے عبد اللہ بن الزبعری کے اشعار ابن ہشام اور متقدمین سیرت نگاروں سے مختلف ذکر کئے ہیں اگرچہ یہ فرق معمولی نوعیت کا اور فقط لفظی ہے۔[4] شریف مرتضیٰ علوی نے عبد اللہ بن زبعری کے ان اشعار کو امام بلاذریؒ کی طرح ذکر کیا ہے۔[5] ہاشم نام کی وجہ تسمیہ ذکر کرنے کے بعد امام بلاذریؒ نے زائرین کعبہ کے لئے ہاشم بن عبد مناف کی مہمان نوازی کا ذکر کیا ہے۔ امام بلاذریؒ لکھتے ہیں کہ ہاشم بن عبد مناف ایام حج میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کرتے:

يامعشرقريش إنكم جيران الله وأهل بيته وإنه يأتيكم في موسمكم هذازوارالله تبارك ذكره يعظمون حرمةبيته،وهم أضيافه وأحق الناس بالكرامة.فأكرموا أضيافه و زوار كعبته، فإنهم يأتون شعثا غبرامن كل بلد على ضوامر كالقداح قد أزحفوا، وتفلوا وقملوا، وأرملوا.فأقروهم وأغنوهم وأعينوهم۔[6]

اے گروہ قریش تم اللہ کے گھر کے پڑوسی ہو۔ حج کے ایام میں اللہ کے گھر کے زائرین تمہارے پاس آئیں گے۔ وہ اللہ کے گھر کی تعظیم کرتے ہیں۔ وہ اس کے مہمان ہوں گے۔ وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزت کے

مستحق ہیں۔ اللہ کے مہمانوں اور کعبۃ اللہ کے زائرین کی عزت کرو۔ وہ تمہارے پاس دور کے شہروں سے دبلی پتلی اونٹنیوں پر اس حال میں آتے ہیں کہ ان کے بال گرد آلود اور وہ پراگندہ حال ہوتے اور وہ تھک چکے ہوتے ہیں۔ ان کے سروں میں جوئیں ہوتی ہیں۔ ان کی مہمان نوازی کرو، ان کی احتیاج دور کرو اور ان کی امداد کرو۔

بعد ازاں امام بلاذریؒ نے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے مابین مسابقت اور منافرت کا درج ذیل واقعہ نقل کیا ہے کہ عباس ابن ہشام نے اپنے والد سے روایت کیا کہ امیہ بن عبد شمس نے ایک مرتبہ ہاشم بن عبد مناف کی نقل کرتے ہوئے کھانا کھلانے کی کوشش کی مگر وہ عاجز آگیا۔ اس پر قریش کے کچھ افراد نے اسے طعنہ دیا اور کوتاہی کا عیب لگایا۔ اس پر یہ غصہ میں آگیا۔ اس نے ہاشم کے ساتھ مقابلہ کیا اس شرط پر کہ جو ہارے گا وہ پچاس اونٹنیاں دے گا اور دس سال تک جلاوطن رہے گا۔ ان دونوں نے بنو خزاعہ کے کاہن کو ثالث بنایا۔ یہ عسفان کا رہنے والا تھا اور عمرو بن حمق کا دادا تھا۔ امیہ کے ساتھ اس کا سسر ابو ہمہمہ بن عبد العزی فہری تھا۔ کاہن نے فیصلہ میں کہا:

والقمرالباهر، والكوكب الزاهر، والغمام الماطر، وما بالجو من طائر، وما اهتدى بعلم مسافر، في منجد وغائر، لقد سبق هاشم أمية إلى المآثر۔[7]

قسم ہے روشن چاند، چمکتے ستارے، برستے بادل، فضا میں اُڑتے پرندے جس سے نشیب و فراز میں مسافر رہنمائی لیتے ہیں کہ کارناموں میں ہاشم امیہ پر سبقت لے گئے۔

ہاشم نے اونٹ لئے، انہیں ذبح کر کے وہاں موجود لوگوں کو ان کا گوشت کھلایا۔ امیہ شام کی طرف چلا گیا اور وہاں دس سال تک مقیم رہا۔ یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور اُمیہ کے درمیان رونما ہوئی۔[8]

ہاشم بن عبد مناف کی شادی

ہاشم بن عبد مناف کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے امام بلاذریؒ نے محمد بن سعد کی سند سے روایت کیا کہ ہاشم بن عبد مناف تجارت کے لئے شام جایا کرتے تھے، جب وہ یثرب سے گذرتے تو عمرو بن زید بن لبید کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ عمرو ان کا اور ان کے والد کا دوست تھا۔ ایک سفر میں تجارت سے واپسی پر ہاشم اس کے پاس رکے تو اس کی بیٹی سلمیٰ بنت عمرو کو دیکھا۔ وہ انہیں اچھی لگی۔ اس سے قبل سلمیٰ اُحیحہ بن جلاح کے نکاح میں تھی۔ ہاشم نے اس سے نکاح کی پیش کش کی تو عمرو نے اس شرط پر نکاح کر دیا کہ بچے کی ولادت یہ اپنے گھر میں کرے گی۔ ہاشم سلمیٰ کو لے کر مکہ آگئے۔ جب سلمیٰ حاملہ ہوئی اور بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ہاشم اسے لے کر اس کے باپ کے گھر لے آئے اور خود شام کی طرف تجارت کے لئے چلے گئے۔ فلسطین میں ہی غزہ کے مقام پر وفات پائی۔ سلمیٰ نے شیبۃ الحمد کو جنم دیا۔ یہ نام اسے اس بناء پر دیا گیا کہ اس کے سر کے بالوں میں سفیدی تھی۔

ہاشم بن عبد مناف کی شادی کی روایت کی تحقیق

امام بلاذریؒ نے ہاشم بن عبد مناف کی شادی کے متعلق روایت ابن سعد اور عباس بن ہشام کی سند سے نقل کی ہے۔ طبقات ابن سعد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ لفظاً اور معناً موجود نہیں ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس مفہوم کی روایت البدایۃ والنہایۃ میں نقل کی ہے۔[9] طبقات میں ہے کہ ہاشم نے سلمیٰ بنت عمرو کو سوق نبط میں دیکھا اور شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔[10] ابن کثیر نے اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے اپنے تجارتی سفر کے دوران عمرو بن زید کے ہاں قیام کیا اور اس دوران سلمیٰ سے شادی کی۔ نیز ابن کثیر نے مذکورہ شرط کا ذکر بھی کیا ہے۔[11]

عبد المطلب بن ہاشم کا تذکرہ

رسول اکرم ﷺ کے دادا عبد المطلب بن ہاشم کے تذکرہ میں امام بلاذریؒ نے جن امور کا ذکر کیا ہے ان میں عبد المطلب کا اصل نام، عبد المطلب نام کی وجہ تسمیہ، خضاب کا استعمال، اصحاب فیل کا واقعہ، نوفل بن عبد مناف کا عبد المطلب کی زمینوں اور چراگاہوں پر غاصبانہ قبضہ، عبد المطلب کے چشمہ پر بنو ثقیف کا قبضہ، زم زم کی کھدائی اور عبد المطلب کی نذر شامل ہیں۔

عبد المطلب نام کی وجہ تسمیہ

عبد المطلب کا اصل نام ذکر کرنے کے بعد امام بلاذریؒ نے عبد المطلب نام کی وجہ تسمیہ میں ایک تفصیلی واقعہ نقل کیا ہے کہ جب شیبہ الحمد کی عمر سات یا آٹھ سال ہوئی تو ان کے چچا مطلب بن عبد مناف کو ان کی خوش لباسی، نظافت اور ہاشم بن عبد مناف کے ساتھ مشابہت کی خبر پہنچی۔ مطلب کو اپنے بھتیجے سے ملنے کا شدید اشتیاق ہوا۔ وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ آیا۔ اس وقت شیبہ بچوں کے ساتھ تیر اندازی میں مصروف تھا۔ جب اس کا نشانہ لگا تو اس نے بلند آواز میں کہا:

أنا ابن هاشم   أنا ابن سيد البطحاء۔[12]

میں ہاشم کا بیٹا ہوں، میں بطحاء کے سردار کا بیٹا ہوں۔

امام بلاذریؒ کے ذکر کردہ طویل واقعہ کا اختصار یہ ہے کہ مُطلب بالآخر شیبہ کو مکہ لے کر آنے میں کامیاب ہو گیا۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت شیبہ اونٹ پر مُطلب کے پیچھے سوار تھا۔ قریش کے استفسار پر مُطلب نے کہا یہ میرا غلام ہے۔ یوں نام (عبد المطلب) ان کے اصل نام (شیبہ) پر غالب آ گیا۔[13]

خضاب کا استعمال

امام بلاذریؒ نقل کرتے ہیں کہ عربوں میں سب سے پہلے خضاب کا استعمال عبد المطلب نے کیا کیونکہ ان کے بالوں میں جلد سفیدی آ گئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ یمن کے کسی بادشاہ کے پاس گئے تو اس نے آپ کو خضاب لگانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے پہلے مہندی لگائی پھر اس پر وسمہ لگایا۔ جب وہاں سے واپس آئے اور مکہ کے قریب پہنچے تو تازہ خضاب لگایا۔ عبد المطلب کثرت سے خضاب لگایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ گھر میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے بال کوے کے پروں کی طرح سیاہ تھے تو آپ کی بیوی حضرت عباس کی والدہ نتیلہ نے کہا:

ما أحسن هذا الصبغ لو دام فعله۔[14]

اے شیبہ یہ رنگ کتنا خوبصورت ہے اگر اس کا اثر ہمیشہ رہے۔

اس پر عبد المطلب نے یہ اشعار کہے:

لو دام لي هذا السواد حمدته ... فكان بديلا من شباب قد انصرم

تمتعت منه والحياة قصيرة ... ولا بد من موت نتيلة أو هرم

وماذاالذي يجدي على المرء خفضه ... ونعمته يوما إذا عرشه انهدم [15]

اگر یہ سیاہ رنگ ہمیشہ رہے تو میں اس کی تعریف کرتا اور یہ اس جوانی کا متبادل بن جاتی جو چلی گئی ہے۔ میں نے اس سے فائدہ اٹھایا جبکہ زندگی بہت مختصر ہے۔ اور اے نتیلہ موت یا بڑھاپے کا آنا ناگزیر ہے۔ انسان کو اس کی فراخی اور نعمت کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے جبکہ ایک دن تو اس کے تخت کو زوال آنا ہی ہے۔

اصحاب فیل کا واقعہ

امام بلاذریؒ نے انساب الاشراف میں اصحاب الفیل کے واقعہ کی تفصیلات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابرہہ الاشرم ابو یکسوم نے قسم اُٹھائی:

والمسيح!لأغزونّ بيت العرب الذى يحجون إليه۔

مسیح کی قسم! میں عربوں کے اس گھر پر لشکر کشی کروں گا جس کا یہ حج کرتے ہیں۔

ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا، اللہ تعالیٰ نے لشکر پر پرندے بھیجے، ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔ پرندوں نے وہ کنکریاں ان پر پھینکیں ان میں سے ایک فرد بھی زندہ نہ بچا۔ امام بلاذریؒ نے یہاں پر عبد المطلب اور ابرہہ کے درمیان ہونے والے مکالمہ کا ذکر کیا ہے۔ جب ابرہہ مکہ کے قریب پہنچا تھا تو اس نے اپنے ساتھ موجود افراد کو حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان میں ایک فرد تھا جس کا نام اسود بن مقصود تھا۔ عبد المطلب کے اونٹ ہانک کرلے گیا۔ عبد المطلب حبشی کے پاس آئے جبکہ وہ مغمس کے مقام پر قبہ میں تھا۔ فیل بان عبد المطلب کا دوست تھا۔ وہ آپ کو حبشی کے پاس لے گیا اور ساری بات بتائی۔ عبد المطلب دراز قد خوبصورت مرد تھے، زلفیں کندھوں تک لٹکتی تھیں۔ گھنی پلکوں والے، اونچی ناک والے، خوب صورت اور نرم و گداز جلد والے اور حسین رخسار والے تھے۔ ابرہہ حبشی نے آپ کی تعظیم و تکریم کی اور آپ کی حاجت پوچھی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا آدمی میرے اونٹ ہانک لایا ہے۔ اس پر اس نے انہیں لوٹانے کا حکم دیا اور کہا: میرا خیال تھا کہ آپ مجھ سے بیت اللہ کے معاملے میں بات کرنے آئے ہیں۔ عبد المطلب نے فرمایا: اس گھر کا ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ عبد المطلب اور عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مکہ میں ہر روز لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے جبکہ حبشی نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اہل مکہ میں سے اکثر لوگ خوف کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ ابو عائذ عبد اللہ بن عمران بن مخزوم نے یہ اشعار کہے:

أنت حبست الفيل بالمغمس...من بعد ما كان بغير مجلس...أنت الجليل ربنا لم تدنس۔

تو نے ہی مغمس کے مقام پر ہاتھی کو روکا۔ بعد اس کے کہ وہ بغیر رکے آگے بڑھ رہا تھا۔ تو عظیم القدر ہے اے ہمارے رب! تو بے عیب ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شعر ابو عکرمہ عامر بن ہاشم بن عبد مناف نے کہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عکرمہ نے کہے جبکہ یہ غلط ہے۔ ابن اسحاق نے ان اشعار کو عکرمہ بن عامر بن ہاشم کی طرف منسوب کیا ہے۔[16]

لاهم أخز الأسود بن مقصود ... الأخذ الهجمة ذات التقليد

بين حراء فثبير فالبيد ...اخفر به رب وأنت محمود

اے اللہ اسود بن مقصود کو ذلیل ورسوا کر اس نے سو اونٹوں کو پکڑ لیا تھا۔ یہ اونٹ حرا، ثبیر اور بید کے درمیان تھے۔ اے میرے مولا انہیں ذلیل ورسوا فرما تو ہی محمود ہے۔

جناب عبد المطلب نے یہ اشعار کہے:

يا رب إن المرء يمنع رحله فامنع حلالك...لا يغلبن صليبهم ومحالهم غدوا محالك

فلئن فعلت فربما أولى فآمر ما بدا لك...ولئن فعلت فإنه أمر تتم به فعالك [17]

اے رب! ہر شخص اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے حرم کے رہنے والوں کی حفاظت فرما۔ ان کی صلیب اور کوششیں کل صبح تیری طاقت پر غالب نہ آجائیں۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو جو بہتر ہے وہ کر جو تجھے بہتر

لگے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو یہ ایک ایسا معاملہ ہو گا جس سے تیرا فعل مکمل ہو گا۔

اصحابِ فیل کا واقعہ محرم کے نصف میں پیش آیا۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت سے تقریباً دو ماہ پہلے کی بات ہے۔ محمد بن اسحاق نے سیرت ابن اسحاق میں اس واقعہ کو اسی انداز میں نقل کیا ہے۔[18] بلاذریؒ کی فراہم کردہ تفصیلات اور ابن اسحاق کی تفصیلات میں فرق نہیں، البتہ بلاذریؒ نے اصحاب فیل کے واقعہ کو انتہائی اختصار سے ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے وضاحت کی ہے کہ وہ شخص جس نے ابرہہ کے تعمیر کردہ گھر کو آلودہ کیا تھا اس شخص کا تعلق بنی ملکان بن کنانہ سے تھا۔[19]

نوفل کا عبد المطلب کی چراگاہ پر غاصبانہ قبضہ

عبد المطلب بن ہاشم کے حالات کے ضمن میں امام بلاذریؒ نے نقل کیا ہے کہ مطلب کی وفات کے بعد نوفل بن عبد مناف نے عبد المطلب کی زمینوں اور چراگاہوں پر قبضہ کر لیا۔ عبد المطلب کے ننھیال بنو نجار کی آمد پر نوفل نے معذرت کی اور زمینیں اور چراگاہیں واپس کر دیں۔[20]

عبد المطلب کے ساتھ بنو خزاعہ کا معاہدہ

امام بلاذریؒ نے اس مقام پر بنو عبد المطلب اور بنو خزاعہ کے درمیان ہونے والے معاہدہ کا ذکر کیا ہے۔ بہت سے متقدم اور متاخر سیرت نگاروں نے اس معاہدہ کا ذکر نہیں کیا۔ امام بلاذریؒ لکھتے ہیں کہ عبد المطلب کی بردباری اور حلم دیکھ کر بنو خزاعہ نے ایک معاہدہ کی خواہش کا اظہار کیا یہ معاہدہ دار الندوہ میں تحریر کیا گیا۔ عبد المطلب بنی مطلب کے سات افراد اور ارقم بن نضلہ کے ساتھ آئے۔ بنی نوفل اور بنی عبد شمس کا کوئی فرد ساتھ نہیں تھا۔ معاہدہ تحریر ہو گیا تو اسے کعبہ میں لٹکا دیا۔ ابو قیس بن عبد مناف بن زہرہ نے یہ معاہدہ تحریر کیا۔ معاہدہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ عبد المطلب نے اس موقع پر فرمایا:

سأوصي زبيرا إن أتتني منيتي بإمساك ما بيني وبين بني عمرو۔[21]

میں زبیر کو وصیت کرتا ہوں: اگر میری موت آجائے تو تم میرے اور بنی عمرو کے مابین معاہدہ کی حفاظت کرنا۔

امام بلاذریؒ نے ابن کلبی کا قول نقل کیا: یہ وہی حلف ہے جس کا ذکر عمرو بن سالم خزاعی نے اپنے اس شعر میں کیا:

لاهم إني ناشد محمدا ... حلف أبينا وأبيه الأتلد [22]

اے اللہ میں محمد کو وہ قدیم حلف یاد دلاتا ہوں جو ہمارے باپ اور ان کے باپ کے درمیان تھا۔

عبد المطلب اور حرب بن امیہ کے درمیان منافرت

امام بلاذریؒ نے عبد المطلب اور حرب بن امیہ کے درمیان عداوت کا سبب ایک واقعہ ذکر کیا ہے جسے متقدمین سیرت نگاروں نے ذکر نہیں کیا۔ بلاذریؒ کے مطابق حرب بن امیہ عبد المطلب کا ندیم (تجارتی شراکت دار) تھا۔ عبد المطلب کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا، جسے ادینہ کہا جاتا تھا۔ وہ اپنا مال لے کر تہامہ کے بازاروں میں جاتا تھا۔ حرب بن امیہ نے قریش کے جوانوں کو اسے قتل کرنے اور اس کا مال لوٹنے پر اکسایا۔ عامر بن عبد مناف اور صخر بن عمرو نے اس یہودی پر حملہ کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تفتیش کرنے سے عبد المطلب کو قاتلوں کا علم ہو گیا، وہ حرب بن امیہ کے پاس گئے، اس کی سرزنش کی اور اپنے پڑوسی کے خون بہا کا مطالبہ کیا۔ حرب نے دونوں قاتلوں کو پناہ دی اور انہیں چھپا دیا۔

عبد المطلب حرب سے دونوں کا مطالبہ کرتے رہے۔ اس پر دونوں میں تلخ کلامی ہو گئی۔ دونوں نے نجاشی کو ثالث مقرر کیا مگر نجاشی نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے نفیل بن عبد العزی کو ثالث مقرر کیا۔ نفیل بن عبد العزی نے عبد المطلب کے حق میں فیصلہ

کر دیا۔ عبد المطلب نے حرب کی دوستی ترک کر دی اور عبد اللہ بن جدعان کو دوست بنالیا اور حرب سے سو اونٹ لے کر مقتول یہودی کے چچازاد کے حوالے کر دیئے۔ نیز یہودی کا مال بھی واپس دلوایا۔

امام بلاذریؒ سے متقدم سیرت نگاروں میں ابن سعد کے سوا کسی نے اس واقعہ کے بارے میں تفصیل فراہم نہیں کی۔ عبد المطلب اور حرب بن امیہ کے درمیان منافرت کا سبب کیا تھا۔ ابن سعد نے اسے ذکر نہیں کیا جبکہ بلاذریؒ نے منافرت کا اصل سبب بھی ذکر کیا ہے۔[23] امام بلاذریؒ لکھتے ہیں کے حرب بن امیہ عبد المطلب بن ہاشم کا ندیم تھا۔ ندیم کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں کہ عربوں کے ہاں تجارتی شراکت دار کو ندیم کہا جاتا تھا۔ وہ بالعموم خاندانی رشتہ دار ہوتے تھے اور تجارت وکاروبار کے باعث ایک دوسرے کے دوست بھی بن جاتے تھے۔[24] امام بلاذریؒ کی طرح ابن حبیب بغدادی نے بھی حرب بن امیہ کو عبد المطلب کا ندیم ذکر کیا ہے۔ ابن حبیب بغدادی نے المحبر میں الندماء من قریش کی فصل قائم کی ہے اور فصل کی ابتداء میں ہی عبد المطلب بن ہاشم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حرب بن امیہ کے ندیم تھے۔[25]

عبد المطلب کے چشمہ پر بنو ثقیف کا قبضہ

عبد المطلب ابن ہشام کے حالات میں امام بلاذریؒ نے عباس ابن ہشام کی سند سے نقل کیا ہے کہ جندب بن حارثہ نے بنو ثقیف کے ہمراہ عبد المطلب کے چشمہ پر قبضہ کر لیا۔ عبد المطلب نے قضاعی کاہن سلمہ بن ابی حیہ بن اسحم کو ثالث بنایا۔ کاہن نے عبد المطلب کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے کہا:

أحلف بالضياء والظلم، والبيت والحرم، إن الماء ذا الهرم، للقرشي ذي الكرم[26]

میں نور اور تاریکی، بیت اللہ اور حرم کی قسم کھاتا ہوں ذوالہرم چشمہ سخاوت کرنے والے قریشی کی ملکیت ہے۔

امام بلاذریؒ نے کاہن کے اشعار نقل کئے ہیں جو اس نے عبد المطلب کی تعریف میں کہے۔ جن میں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

أما ورب القلص الرواسم　　يحملن أزوالا بقي طاسم
إن سناد المجد والمحارم　　في شيبة الحمد سليل هاشم
أبي النبي المرتضى للعالم[27]

ان اونٹنیوں کے رب کی قسم جو چلتے وقت زمین پر نشانات ڈالتی ہیں جو طاسم قبیلہ کے بہادروں کو اٹھاتی ہیں۔ بزرگی اور اخلاق کی روشنی شیبتہ الحمد میں ہے جو ہاشم کے فرزند ہیں۔ وہ اس نبی مرتضی ﷺ کے دادا ہیں جو ساری دنیا کے لئے تشریف لائیں گے۔

إن بني النضر كرام سادة .. من مضر الحمراء في القلادة
أهل سناء وملوك قاده ... مزارهم بأرضهم عباده
إن مقالي فاعلموا شهادة۔[28]

بنو نضر کریم اور سردار ہیں۔ مضر الحمراء بھی اوسی نسل سے ہیں۔ وہ نورانی چہروں والے بادشاہ اور قائد ہیں۔ ان کی زمین میں ان کی زیارت کرنا عبادت ہے۔ میرا یہ قول گواہ ہے۔ خوب جان لو۔

ذوالہرم نامی چشمہ پر بنو ثقیف کے قبضہ کے واقعہ کو بلاذریؒ کے متقدین سیرت نگاروں میں ابن سعد کے سوا کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔ بلاذریؒ نے یہ واقعہ عباس بن ہشام سے نقل کیا ہے نیز بلاذری نے اس واقعہ میں ابن سعد کی نسبت زیادہ تفصیل فراہم کی

ہے۔ ابن سعد نے مذکورہ اشعار نقل نہیں کئے البتہ طبقات میں اتنا اضافہ ہے کہ عبد المطلب کی اونٹنی کے پاؤں کے نیچے سے چشمہ جاری ہوا۔ طبقات میں کاہن کا نام عزی سلمہ لکھا ہے۔ بلاذریؒ نے چشمہ کا نام الہرم لکھا ہے جبکہ ابن سعد نے ذوالہرم لکھا ہے۔[29]

زم زم کی کھدائی کے متعلق روایات

احمد بن یحیٰی بلاذریؒ نے انساب الاشراف میں زم زم کی کھدائی سے متعلق دو روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی روایت کو بلاذریؒ نے قالوا کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے جبکہ دوسری روایت ابو الحسن علی المدائنی سے نقل کی ہے۔ زم زم کی کھدائی سے متعلق روایت میں بلاذریؒ نے اس امر کا ذکر کیا ہے کہ کھدائی کے دوران بر آمد ہونے والی اشیاء کو کعبہ میں رکھ دیا گیا تھا۔ جن میں ایک ہرن تھا جس پر موتی جڑے ہوئے تھے۔ اس ہرن کو بعد ازاں چوری کر لیا گیا تھا۔ امام بلاذریؒ نے زم زم کی کھدائی کے متعلق صفیہ بنت عبد المطلب کے اشعار نقل کئے ہیں:

نحن حفرنا للحجيج زمزم ... سقيا الخليل وابنه المكرم

هزمة جبريل التي لم تذمم ... شفاء سقم وطعام مطعم [30]

ہم نے حاجیوں کے لئے زم زم کھودا۔ یہ حضرت خلیل اور ان کے معزز بیٹے کا مشروب تھا۔ جبرئیل کے پر مارنے کی جگہ ہے جو قابل احترام ہے۔ یہ بیماروں کے لئے شفاء ہے اور بھوکوں کے لئے کھانا ہے۔

بلاذریؒ کے متقدمین سیرت نگاروں میں سے عروہ بن زبیر نے مطلقاً اس واقعہ پر قلم نہیں اُٹھایا۔ امام زہریؒ نے اس واقعہ کو تفصیل سے ذکر کیا ہے نیز یہ کہ جب عبد المطلب نے اپنے بیٹے حارث کے ساتھ زم زم کی کھدائی کا ارادہ کیا تو قریش نے اس کی شدید مزاحمت کی۔[31] ابن اسحاق نے زہری کی نسبت زیادہ تفصیل فراہم کی ہے۔ انہوں نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب عبد المطلب کو اپنے مقصد میں کامیابی ملی تو قریش نے اس میں شریک ہونے کا دعویٰ کیا مگر عبد المطلب نے انکار کر دیا اور یوں معاملہ ایک کاہنہ کے پاس لے جانے کا فیصلہ ہوا۔ امام بلاذریؒ نے زم زم کی کھدائی کے واقعہ کو اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ البتہ دیگر متقدم سیرت نگاروں کے بر عکس یہ بھی وضاحت فراہم کی ہے کہ زم زم کی کھدائی کے وقت عبد المطلب کی عمر 40 سال تھی۔[32] امام بلاذریؒ نے یہاں واقدی کا قول نقل کیا ہے کہ اونٹوں کے ذبح کا واقعہ، واقعہ فیل سے پانچ سال قبل کا تھا اور ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ سے عمر میں سات سال بڑے تھے۔

عبد اللہ بن عبد المطلب کی شادی

امام بلاذریؒ نے عبد اللہ بن عبد المطلب کی شادی کے عنوان کے تحت سب سے پہلے عبد المطلب کی ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف سے شادی کا ذکر ہے۔ بلاذریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت رسول اکرم ﷺ کی ولادت سے چار سال قبل ہوئی تھی۔ اس کے بعد بلاذریؒ نے عبد اللہ بن عبد المطلب کی شادی کے مختلف واقعات کا ذکر کیا ہے۔ فاطمہ نامی عورت کی عبد اللہ بن عبد المطلب سے شادی کی خواہش پر عبد اللہ بن عبد المطلب کے مشہور اشعار نقل کئے ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے والد گرامی کے کردار کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ عبد اللہ بن عبد المطلب نے فاطمہ خثعمیہ کو جواب دیا:

أما الحرام فالممات دونه ... والحل لا حل فاستبينه

فكيف بالأمر الذي تنوينه[33]

جہاں تک فعل حرام کا تعلق ہے تو اس کے ارتکاب کرنے سے تو مر جانا ہی اچھا ہے اور حلال اس وقت تک

حلال نہیں جب تک کہ میں اس کا اعلان نہ کر دوں۔ میں اس پر کیسے عمل کر سکتا ہوں جو تم چاہتی ہو۔

امام بلاذریؒ نے جناب عبد المطلب اور جناب عبد اللہ کی شادی کا ذکر جس انداز میں کیا ہے اس سے مستشرقین کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے نسب عالی پر کئے گئے ایک اعتراض کا جواب مل جاتا ہے۔ مستشرقین نے سید عالم ﷺ کے نسب مطہر پر اعتراض کرتے ہوئے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ جناب عبد المطلب اور جناب عبد اللہ کی شادی ایک ہی مجلس میں ہوئی جبکہ اہل سیر کے اقوال کے مطابق حضرت حمزہ بن عبد المطلب رسول کریم ﷺ سے چار یا دو سال بڑے تھے۔[34] مستشرقین کا اعتراض یہ ہے کہ جب جناب عبد المطلب اور جناب عبد اللہ کی شادی ایک ساتھ ہوئی اور حضرت آمنہ شادی کے بعد جلد ہی حاملہ ہو گئیں تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حضرت حمزہ آپ ﷺ کے ہم عمر ہوتے اور دونوں کی عمروں میں اس قدر تفاوت نہ ہوتا۔ اس اعتراض کا جواب امام بلاذریؒ کی اس عبارت سے مل جاتا ہے جس میں انہوں نے جناب عبد المطلب اور جناب عبد اللہ کی شادی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

تزوج عبد المطلب هالة بنت أهيب بن عبد مناف بن زهرة، وهي أم حمزة ابن عبد المطلب ولدته قبل مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم بأربع سنين أو نحوها. ثم زوج عبد المطلب ابنه عبد الله: آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة۔[35]

عبد المطلب نے ہالہ بنتِ اہیب بن عبدِ مناف سے شادی کی۔ یہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی والدہ ہیں۔ انہوں نے حمزہ کو حضور ﷺ کی ولادت سے تقریباً چار سال قبل جنم دیا۔ پھر عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کا نکاح آمنہ بنتِ وہب بن عبدِ مناف بن زہرہ سے کیا۔

اس روایت میں بلاذریؒ نے جناب عبد المطلب اور جناب عبد اللہ کی شادی کے درمیان وقفہ کے اظہار کے لئے ثُمَّ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ حرف عطف ہے جو کہ تاخیر کے اظہار کے لئے لایا جاتا ہے۔ یوں بلاذریؒ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ باپ بیٹا دونوں کی شادی ایک ساتھ نہیں ہوئی تھی۔

وہ عورت جس نے جناب عبد اللہ سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا اس کا نام کیا تھا؟ بلاذریؒ نے انساب الاشراف میں اس بارے میں دو روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق اس عورت کا نام فاطمہ تھا جو قبیلہ خثعم سے تعلق رکھتی تھی۔ جبکہ دوسری روایت کے مطابق اس کا نام قتیلہ بنت نوفل تھا جو ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔ بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ فاطمہ نامی عورت سے جناب عبد اللہ کی ملاقات اس وقت ہوئی جب عبد المطلب انہیں لے کر بنو زہرہ کے پاس گئے۔ جبکہ ابن ہشام اور ابن اسحاق کے مطابق فاطمہ نامی عورت سے جناب عبد اللہ کی ملاقات خانہ کعبہ کے قریب ہوئی تھی۔ جب عبد المطلب جناب عبد اللہ کو نذر کی ادائیگی کے بعد لے کر جا رہے تھے۔[36]

عبد اللہ بن عبد المطلب کی وفات

رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی وفات اس وقت ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ رحم مادر میں تھے اور یہی درست ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات اس وقت ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر سات ماہ تھی۔ ایک روایت ہے کہ عبد اللہ کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک بیس ماہ سے کچھ زائد تھی۔ عبد المطلب نے انہیں کھجوریں لینے لئے مدینہ بھیجا تھا۔ وہ وہاں اپنے ننھیال بنو نجار کے پاس ٹھہرے اور وہیں انتقال ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنے ماموؤں سے ملنے مدینہ گئے۔ وہاں بیمار ہوئے اور انتقال کر گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ غزہ سے تجارت کا مال لے کر واپسی پر مدینہ میں بیماری کی حالت میں آئے اپنے ننھیال

میں ٹھہرے اور وہیں وفات پائی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر 25 یا 28 سال تھی۔ عبد المطلب نے ان کے بھائی زبیر کو ان کی طرف مدینہ بھیجا۔ وہ ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔ انہیں دار النابغہ میں دفن کیا گیا۔ حضرت آمنہ نے ان کی وفات پر مرثیہ میں کہا:

عفا جانب البطحاء من قرم هاشم...وحل بلحد ثاويا غير رائم

فإن يك غالته المنايا بيثرب... فقد كان مفضالا كثير التراحم[37]

ہاشم کے فرزند کی وفات کی وجہ سے بطحاء کی وادی ویران ہو گئی اور وہ لحد میں اُتر گئے۔ رات کے وقت اگر یثرب کی وادی میں اسے موت نے گلے لگالیا تو کوئی بات نہیں، کیونکہ وہ حد درجہ فیاض اور بہت رحم دل تھا۔

جناب عبد اللہ کی وفات کے متعلق بلاذریؒ اور دیگر سیرت نگاروں کی آراء

ابن سعد اور امام بلاذریؒ نے مذکورہ بالا روایات نقل کر کے لکھا ہے کہ پہلی بات ہی ثابت شدہ ہے کہ جناب عبد اللہ کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ رحم مادر میں تھے۔[38] حافظ ابن کثیر نے بھی اسی قول کو درست کہا ہے۔[39] جمہور سیرت نگاروں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے والد کی عمر 25 سال تھی البتہ ابن اثیر نے دوسرا قول ذکر کیا ہے کہ وفات کے وقت حضرت عبد اللہ کی عمر 28 سال تھی۔[40] ابن سعد نے دوسرا قول بھی ذکر کیا ہے۔ امام بلاذریؒ نے صراحت کی ہے کہ جب جناب عبد اللہ کی بیماری کی خبر جناب عبد المطلب کو ملی تو انہوں نے عم نبوی زبیر بن عبد المطلب کو مدینہ روانہ کیا۔ وہ وہاں جناب عبد اللہ کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں شریک ہوئے، ابن ہشام نے فقط ان کی وفات کا ذکر کیا ہے لیکن وفات کے مقام اور تدفین کی تفصیلات ذکر نہیں کی ہیں بعد کے مؤلفین سیرت نے لکھا کہ جناب عبد المطلب نے حارث بن عبد المطلب کو مدینہ بھیجا۔ بلاذریؒ کے مطابق حارث بن عبد المطلب کی وفات اس سے قبل ہی ہو چکی تھی۔[41]

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا استقرار حمل

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اُنہی تین دنوں میں حاملہ ہو گئیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا ایک آنے والا آیا اور کہا کہ آپ اس امت کے سردار سے حاملہ ہوئی ہیں۔ جب اس کی زمین پر تشریف آوری ہو جائے تو تم کہو میں ہر حاسد سے تجھے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کا نام احمد رکھو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے کہا کہ اس کا نام محمد رکھو۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کو جنم دیا تو عبد المطلب کو پیغام بھیجا کہ ان کے ہاں پوتے کی ولادت ہوئی ہے۔ وہ خوشی سے آئے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے تھے، پوتے کو دیکھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ خواب میں دیکھا وہ انہیں بتایا۔ نیز حمل اور ولادت کی آسانی کے متعلق بھی بتایا۔ عبد المطلب نے ایک کپڑے میں آپ ﷺ کو اُٹھایا اور کعبہ میں لے آئے اور کہا:

الحمد لله الذي أعطاني ... هذا الغلام الطيب الأردان

أعيذه بالبيت ذي الأركان ... من كل ذي بغي وذي شنآن

وحاسد مضطرب العنان[42]

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے یہ بیٹا عطاء کیا۔ میں اس بیٹے کو بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں ہر ظالم فسادی اور حاسد سے۔

امام بلاذریؒ نے انساب الاشراف میں ولادت نبوی ﷺ کے واقعات کو انتہائی اختصار سے ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا استقرار حمل انتہائی اہم ہے، امام بلاذریؒ کے مطابق نبی کریم ﷺ کے والد گرامی عبد اللہ بن عبد المطلب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد رواج کے مطابق تین روز تک سسرال میں رہے اور حضرت آمنہ اُنہی ایام میں

حاملہ ہوئیں۔ ابن اسحاق کے مطابق جناب عبد اللہ حضرت آمنہ کو لے کر اپنے گھر آئے اور وہ وہاں حاملہ ہوئیں جبکہ بلاذریؒ نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ جناب عبد اللہ رواج کے مطابق تین روز سسرال میں رہے اور حضرت آمنہ اُنہی ایام میں حاملہ ہوئیں۔ ابن سعد نے بھی اسی قول کا ذکر کیا ہے۔[43]

حاصل بحث

انساب الاشراف بنیادی طور پر سیرت کی کتاب نہیں بلکہ اس کا تعلق کتب انساب سے ہے۔ اس کے باوجود امام احمد بن یحیٰ بن جابر بلاذریؒ نے اپنی کتاب میں نبی کریم ﷺ کو کہیں بطور اختصار اور کہیں بطور تفصیل ذکر کیا ہے۔ انساب الاشراف میں تقریباً سیرت کے تمام واقعات کا ذکر موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت سے قبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات کو بھی سیرت نگاروں نے اپنی کتب سیرت میں جگہ دی ہے۔ امام بلاذریؒ نے بھی دیگر سیرت نگاروں کی طرح قبل از ولادت نبوی ﷺ کی مباحث کو ذکر کیا ہے۔ اس مقالہ میں انساب الاشراف میں بیان کردہ اُنہی مباحث سیرت کو موضوع تحقیق بنایا اوران مباحث سیرت کو ذکر کرنے کے بعد امہات کتب سیرت کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان مباحث میں ہاشم نام کی وجہ تسمیہ، ہاشم بن عبد مناف کا یثرب کا سفر اور شادی، عبد المطلب نام کی وجہ تسمیہ، عبد المطلب کی زندگی کے تفصیلی حالات، واقعہ اصحاب فیل، زم زم کی کھدائی کے متعلق روایات، عبد اللہ بن عبد المطلب کی شادی، آپ کی تاریخ وفات پر مختلف آراء کو زیر تحقیق لایا گیا ہے۔ مقالہ ہذا میں ان واقعات کے مندرجات کے ضمن میں امام بلاذری کے تفردات کا ذکر کرنے کے بعد دیگر کتب سیرت کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ النساء4:58۔

2 البلاذری، احمد بن یحیٰ بن جابر، انساب الاشراف، تحقیق: محمد تامر تامر، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2011ء)، 1/57۔

3 ایضاً: 1/60۔

4 ایضاً۔

5 شریف مرتضیٰ، علی بن حسین، امالی المرتضی، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1974ء)، ص269۔

6 البلاذری، انساب الاشراف، 1/62۔

7 ایضاً۔

8 ایضاً۔

9 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، (بیروت: دار المعرفۃ، 1395ھ)، 2/253۔

10 ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: احسان عباس، (بیروت: دار صادر، 1968ء)، 1/64۔

11 ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، 2/253۔

12 البلاذری، انساب الاشراف: 1/65۔

13 ایضاً۔

14 ابو المعالی، محمد بن حسن، التذکرۃ الحمدونیۃ، (بیروت: دار صادر، سن ندارد)، 6/28۔

15 ایضاً۔

16 ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ السقا وابراہیم الابیاری، عبد الحفیظ شلبی، (مصر: مطبع مصطفیٰ البابی، 1955ء)، 1/51۔

17 پہلے تین اشعار کا ذکر متقدم اہل سیر کے ہاں بھی ملتا ہے اور شعری دیوانوں میں بھی آخری مصرعہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔ دیکھیے: ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 1/90۔

18 ابن اسحاق، محمد بن اسحاق بن یسار، **سیرت ابن اسحاق**، تحقیق: سہیل زکار، (بیروت: دار الفکر، 1978ء)، ص 61۔

19 ایضاً۔

20 البلاذری، **انساب الاشراف**، 1/69۔

21 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 1/85۔

22 القرشی، ابوزید محمد بن ابی الخطاب، **جمہرة اشعار العرب**، تحقیق: علی محمد البجادی، (مصر: نھضۃ مصر للطباعۃ والنشر، سن ندارد)، ص 38۔

23 البلاذری، **انساب الاشراف**، 1/71۔

24 یسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، **مکی عہد میں تجارتی معاہدوں کی روایت**، (علی گڑھ: تحقیقات اسلامی، 2014ء)، ص 21۔

25 محمد ابن حبیب بغدادی، **المحبر**، (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، سن ندارد)، ص 173۔

26 البلاذری، **انساب الاشراف**، 1/73۔

27 ایضاً۔

28 ایضاً۔

29 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 1/87-88۔

30 حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے یہ اشعار تلاش بسیار کے باوجود مصادر میں دستیاب نہیں ہوسکے۔

31 الزہری، ابن شہاب محمد بن مسلم بن عبید اللہ، **المغازی النبویة**، تحقیق: سہیل زکار، (بیروت: دار الفکر، 1981ء)، ص 38۔

32 البلاذری، **انساب الاشراف**: 1/75۔

33 ابو طالب، مفضل بن سلمہ، **الفاخر**، تحقیق: عبد العلیم الطحوی، (بیروت: دار احیاء التراث العربیہ، 1380ھ)، ص 167۔

34 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 1/95۔

35 مفضل بن سلمہ، **الفاخر**، ص 167۔

36 ابن ہشام، **السیرة النبویة**، 1/189۔

37 البلاذری، **انساب الاشراف**: 1/86-87۔

38 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 1/100۔

39 ابن کثیر، **البدایة والنہایة**، 2/245۔

40 ابن الاثیر، عزالدین علی بن محمد، **اسد الغابة**، (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، سن ندارد)، 1/20۔

41 ابن ہشام، **السیرة النبویة**، 1/158؛ شبلی نعمانی، **سیرۃ النبی ﷺ**، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2012ء)، 1/169۔

42 البلاذری، **انساب الاشراف**، 1/78۔

43 ابن اسحاق، **سیرت ابن اسحاق**، ص 42۔